نئی نسل کے مستقبل کو درپیش

سنگین خطرہ

ارباب تعلیم کے لیے لمحہ فکریہ

تحریر: محمد عزیز الرحمان صدر پاکستان رائٹرز فورم گوجرانوالہ

کسی مفکر کا قول ہے کہ وہ میدان جہاں اسلام کو اپنی بنیادی فکر اور روح کے احیاء کی جنگ لڑنا ہے کمرہ جماعت ہے بظاہر نئے نصاب کی تدوین' نئی کتب کی تیاری اور تربیت اساتذہ کے نئے انداز کے پروگرام زیادہ اہم کام نہیں لیکن نتائج کے اعتبار سے یہ کام شاید ان معرکوں سے زیادہ دور رس نتائج کے حامل ثابت ہوں جو گلی کوچوں میں برپا ہیں -

واقعتاً اس قول کی صداقت میں کوئی شک نہیں لیکن ہماری نئی نسل کو گمراہ کرنے کے لئے اس نئی پود کا رشتہ اور ناطہ اپنے اسلاف سے توڑنے کے لئے اور قوم کے مستقبل کو تباہ و برباد کرنے کے لئے کیسے کیسے سامان فراہم کئے جا رہے ہیں۔ اصلاح معاشرہ کا نعرہ بلند کرنے والی سوسائٹیاں' اسلامی انقلاب کے گیت گانے والی" مجاہد تنظیمیں " اور جماعتیں "اسلام اور عوام ساتھ ساتھ " کے سلوگن رکھنے والی نام نہاد تحریکیں اور برصغیر میں ایک آزاد اسلامی ریاست کے قیام کے لئے کامیابیوں کی منازل طے کرنے والی اور قیام پاکستان کا سہرا اپنے سر پر باندھنے والی مسلم لیگ ان سازشوں سے آخر اس نازک مسئلے پر خاموش کیوں ہیں؟

چچا ! آخر آپ نے شادی کیوں کی ؟

" اس لئے کہ مجھے محبت ہو گئی تھی ! چچا نے بھتیجے کو جواب دیا -

کیا یہ کسی فلم کا مکالمہ ہے ؟ جی نہیں - یہ کسی افسانے کا افتتاح بھی نہیں - یہ فیڈرل گورنمنٹ سکولز کی ساتویں جماعت کی انگلش کی کتاب کا مکالمہ ہے - اور یہ کتاب اسی طرح کی کہانیوں اور مکالموں سے بھری پڑی ہے - مادر پدر آزاد

انگریزی سکولوں اور تعلیمی اداروں کے نصاب اور طرز تعلیم کے خلاف بہت کچھ لکھا اور کہا جاتا ہے مگر حیرت ہے کہ اس کتاب پر کسی کی نظر نہیں پڑی- وہ اساتذہ جو یہ کتاب اور اس جیسی دوسری بہت سی کتابیں سکولوں میں پڑھاتے ہیں آخر ان کی آنکھیں اور زبانیں کب کھلیں گی ؟ -اس کتاب میں ایک کہانی ہے "KIDNAPPED" جس میں لکھا ہے کہ اس کا چچا کچھ نہیں کھاتا مگر دلیہ اور پیتا کچھ نہیں تھا مگر بیئر......

اس سے اگلا سبق ہے "THE DOONE VALLEY" یہ ایک لڑکے کی افسانوی داستان ہے جو بھٹک کر ایک وادی میں پہنچ گیا اور وہاں اس کی ملاقات ایک لڑکی سے ہوگئی جسے قبائلی اغوا کر کے لائے تھے ' لڑکی اسے اپنا دکھڑا سناتے ہوئے رو پڑی اور آگے لکھا ہے :

..... and john so much wanted to comforther that He kissed her

"...... اور جان نے اسے اتنا دلاسا دینا چاہا کہ اس کا بوسہ لے لیا......"

"جہاں ظلم وہاں خبریں" کا نعرہ لگانے والے میدان صحافت کے شہسوار " جناب ضیاء شاہد" بھی اس مسئلے پر خاموش ہیں کیا امت مسلمہ کے نونہالوں اور وطن عزیز کے مستقبل کے پاسبانوں کے لئے ایسا نصاب تعلیم ظلم نہیں ہے اس سے بڑا ظلم اور کیا ہوگا ؟

کیا یہ وہی کلچر نہیں جو فلم ' ٹی وی اور تھرڈ کلاس رسائل میں دکھایا اور پڑھایا جاتا ہے -اور جس سے اپنے بچوں کو بچانے کے لئے ہم کیا کیا جتن کرتے ہیں - فلم نہ دیکھنے دیں -ٹی وی پر پہرہ بٹھادیں -اخبارات و رسائل کی کڑی چیکنگ کریں ۔ اپنے بچوں کی تربیت اور انکی اصلاح کی خاطر کیونکہ ۔

جو عریاں رقص کرتی ہے جوانی پاک ٹی وی پر
یہ منظر دیکھ کر اطہر بڑی تکلیف ہوتی ہے
نہ ہو تکلیف کیسے ؟ پاک حکومت اپنے ہاتھوں سے
زمین پاک میں بے غیرتی کے بیج بوتی ہے

(طیب علی اطہر شیر کوٹی)

لیکن یہ کیسا ظلم ہے جو ہماری نئی نسل پر سکول کے نصاب میں کیا جارہا ہے ؟ آخر ہمارے مستقبل میں نقب لگانے والے یہ کون لوگ ہیں ؟ ان کے عزائم کیا ہیں ؟؟

ایک اور پیراگراف پڑھیئے ...... یہ بچوں کو لہجے اور علامات وقف سکھانے کے لئے ہے -ترجمہ کچھ یوں ہے :

"سہیل اور زین شادی کے قابل عمر تھے -انہوں نے فیصلہ کیا کہ والدین سے اجازت لے کر شادی کرلیں - نوجوان لڑکے کے والدین فوراً رضا مند ہوگئے کیونکہ زین محبت کرنے والی تھی اور محبت کے قابل بھی- مگر زین کے والدین کو شروع میں تسلی نہ تھی۔ ان کے خیال میں سہیل ایک اچھا نوجوان تھا مگر ابھی ذرا چھوٹا تھا۔ تاہم اس نے بہت جرأت سے انہیں بتایا کہ وہ زین سے کتنی سچی محبت کرتا ہے آخر کار وہ ان کی منگنی کے لئے رضامند ہوگئے اور جوڑے نے اپنے والدین کے لئے دعائیں کیں "

محبت اور منگنی کا یہ افسانہ ساتویں جماعت کے بچوں کو پڑھایا جارہا ہے۔ اندازہ لگایئے اس ذہنیت کا جو اس پیراگراف

کے انتخاب کے پیچھے کار فرما ہے۔

اسی طرح اردو کی کتاب اٹھائیں تو آبادی کے نام پر خاندانی منصوبہ بندی کی پوری تعلیم دی گئی ہے

- خاندانی منصوبہ بندی پر یہ مضامین تیسری جماعت سے شروع ہوتے ہیں پر کشش ناموں سے لکھے گئے مضامین آبادی 'ترقی کا راز ' چادر دیکھ کر پاؤں پھیلاؤ - خوشحال زندگی' بالترتیب چہارم' پنجم ' اور ہفتم کی اردو کی کتابوں میں شامل ہیں جماعت ہشتم میں ذرا کھل کر آبادی کے مسائل زیر بحث لائے گئے ہیں -کم و بیش تمام کہانیوں میں مرکزی کردار دو بہن بھائی ہیں - جن کو خوشحال زندگی بسر کرتے ہوئے ظاہر کیا جاتا ہے اور موازنہ ایک زیادہ افراد والے گھرانے سے کیا جاتا ہے -آخر میں سوالات بھی اسی نوعیت کے ہیں- جمیل اور ناصر کی گھریلو زندگی میں جو فرق ہے اس کا سبب کیا ہے ؟ آبادی میں اضافے سے کون کون سے مسائل پیدا ہوتے ہیں ؟

جماعت ہفتم کی کتاب میں" خوشحال زندگی " کے نام سے ایک مضمون تضاداد کا مجموعہ ہے دو بچوں کے گھرانے کے بارے میں لکھا ہے کہ باپ انہیں بہتر تعلیم دلا سکے گا اور وہ گھر کے اخراجات میں اپنے باپ کا ہاتھ بٹاتے ہوئے گھرانے کو مزید خوشحال بنا کر بلند مقام حاصل کر سکیں گے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر دو بچے باپ کا ہاتھ بٹا سکتے ہیں تو کیا پانچ یا چھ بچے اس سے زیادہ کار آمد نہیں ہو سکتے؟

مزید یہ کہ مختلف گھرانوں میں افراد کی زیادہ تعداد سے انسانی ہمدردی ختم ہو جاتی ہے- خوشحالی ایک ایسی نعمت ہے کہ اس کے آنے سے بہت سی خرابیاں خودبخود دور ہو جاتی ہیں ۔ چوری چکاری' اغواء' دہشت گردی ' رشوت اور اقرباء پروری جیسی لعنتوں سے بہت حد تک نجات حاصل ہو جاتی ہے -جب معاشرہ خوشحال ہو گا کہ تو اس کے افراد کی نگاہ ان برائیوں کی طرف نہیں جائے گی - کیونکہ یہ برائیاں زیادہ تر خوشحال نہ ہونے کی وجہ سے ہوتی ہیں -یہ اور اسی طرح کے دوسرے کئی فقرے اور پیرا گراف اس مضمون میں شامل ہیں جو تمام تر دوڑ دھوپ کا مرکز مادیت پرستی کو بنادینے کی ترغیب دیتے ہیں۔ کیا واقعی ایسا ہے کہ خوشحالی آجائے تو معاشرے سے تمام برائیاں ختم ہو جاتی ہیں ؟ کیا پاکستان جو مسائلستان بن چکا ہے-اس کی بنیادی وجہ ہمارے خوشحال طبقے کی لوٹ کھسوٹ ہی نہیں ؟ اگر خوشحالی سے یہ ساری برائیاں دور ہوتی ہوں تو اسمبلیوں میں " گھوڑے "اور" لوٹے" نہ بکتے (کہ وہ تو خوشحال طبقے ہی سے آتے ہیں)

کوئی مسٹر ٹین پرسنٹ "دس فیصد " یا سو فیصد نہ بنتا -کسی کے "سرے محل" اور پیرس کے فلیٹ مشہور نہ ہوتے -بنکوں اور بڑے بڑے کارخانوں کے سکینڈل نہ بنتے-

۱۹۷۴ کے آغاز میں امریکہ کی ایک خصوصی کمیٹی نے ایک خفیہ رپورٹ مرتب کی تھی۔ جس کا نام **"S-2000"** تھا اور اس کا مقصد ۲۰۰۰ء تک درپیش خطرات کی نشاندہی کرنا تھا ۔اس رپورٹ میں تیسری دنیا میں بالعموم اور پاکستان' مصر 'بنگلہ دیش 'نائیجیریا اور انڈونیشیا جیسے اسلامی ممالک میں بالخصوص بڑھتی ہوئی آبادی کو اگلے ۲۵ برسوں میں امریکہ کے لئے سب سے بڑا خطرہ قرار دیا گیا - اور پھر ان ممالک میں خاندانی منصوبہ بندی کی مہم چلانے کے طریقے بنائے گئے اور کہا گیا کہ اگر یہ طریقے ناکام ہو جائیں تو خوراک کو بطور آخری ہتھیار استعمال کیا جائے-

اس رپورٹ کے بارے میں ایک اخبار کے کالم نگار اس حوالے سے یوں رقم طراز ہیں :

" ہاں ! میرے محترم قارئین ! کہیں ایسا تو نہیں کہ اس صدی کے آخری سال جب **"S-2000"** رپورٹ کی

فائل بند کی جارہی ہوگی تو ہم چوراہوں میں کھڑے ہوکر ہر گوری چمڑی والے کو روک کر کہہ رہے ہوں گے ۔ حضور! ہم اپنے ہاتھوں سے اپنے بچے مار دیتے ہیں ۔بس آپ ہمیں ایک روٹی دے دیں ۔"

خود غرضی اور مادیت پرستی کی یلغار نے ہمیں اس قدر بے بس کردیا ہے کہ ہم نے قوم کا مستقبل بھی یونیسف ' امریکہ 'آئی ایم ایف ' اور نہ جانے کن کن طاقتوں کے حوالے کردیا ہے وہ ہماری معاشی پالیسیاں ہی نہیں بناتے بلکہ ہماری تعلیمی پالیساں بھی انہی کی دی ہوئی ہیں جو ہمارے بچوں کو اپنے دین اور وطن سے بیگانہ اور لہو ولعب میں مبتلا کرکے بے دست و پا کیئے دیتی ہے تاکہ یہ قوم کبھی اپنے پاؤں پر کھڑی نہ ہو سکے۔

یہ کیسا ظلم ہے جو ہم پر کیا جارہا ہے ؟ ایک طرف میڈیا کی بے راہروی ہماری نسلوں کو برباد کررہی ہے اور ہم اپنے گھروں میں ڈش اور ٹی وی کے ہاتھوں غیر محفوظ ہوکر رہ گئے ہیں ۔ جبکہ دوسری طرف ہمارے تعلیمی اداروں میں نقب لگائی جارہی ہے ۔

نبض شناس قوم مفکر پاکستان علامہ محمد اقبال نے شاید اسی لئے کہا تھا ۔ :

اک مرد فرنگی نے کہا اپنے پسر سے
منظر وہ طلب کر کہ نہ ہو آنکھ تیری سیر
سینے میں ہے راز ملوکانہ تو بہتر
محکوم کو کرتے نہیں تیغوں سے کبھی زیر
تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو
ہو جائے ملائم تو جدھر چاہیے ادھر پھیر
تاثیر میں اکسیر سے بڑھ کر ہے یہ تیزاب
سونے کا ہمالہ ہو تو مٹی کا ہے ایک ڈھیر

سپاس تعزیت

جن احباب کرام نے میری والدہ محترمہ کی نماز جنازہ میں شرکت فرمائی ۔ غائبانہ نماز جنازہ ادا کیا ۔ میرے گاؤں میں میری موجودگی میں تشریف لائے یا بعد میں پہنچے یا جنھوں نے یہاں (سعودی عرب میں) میرے گھر تشریف لاکر یا فون کرکے ' جماعتی اخبارات کے ذریعے یا خط لکھ کر والدہ محترمہ غفرالله لها و رحمها وادخلها فسيح جناته کی وفات پر تعزیت کی - ملک اور بیرون ملک کے ان تمام احباب کا تہہ دل سے انتہائی مشکور ہوں۔

بارك الله في اعماركم واموالكم و اعمالكم ۔آمین۔

اخوکم فی اللہ محمد منیر قمر سیالکوٹی سپریم کورٹ ۔الخبر 31952 سعودی عرب